اسلام: حافظِ ناموسِ زن

ڈاکٹر رقیہ جعفری صدیق' بنگلور' انڈیا

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور اُن کی رفاقت کے لیے حضرت حوا کو پیدا کیا اور دونوں کو جنتِ فردوس میں بسایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور شیطان کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو فرشتے حکم بجالائے' لیکن شیطان نے اپنے نسلی غرور وتکبر کی بنا پر سجدہ کرنے سے انکار کیا اور تا قیامت اللہ تعالیٰ کی لعنت و پھٹکار کا شکار ہوا۔ انتقاماً شیطان نے آدم وحوا کو خدا کے ممنوع کردہ پھل کو کھانے پر اُکسایا اور وہ دونوں اللہ کے غضب کا شکار ہوئے۔ پھر دونوں نے توبہ کی اور اللہ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں معافی کے الفاظ بھی سکھائے اور معاف بھی کر دیا۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

﴿فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ (البقرۃ)

''پھر آدم نے اپنے ربّ سے (توبہ کے) چند کلمات سیکھ لیے تو ربّ نے اس کی توبہ قبول کی۔ بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔''

پھر اللہ نے حضرت آدمؑ کو دنیا میں اپنا خلیفہ (vicegerent) بنا کر بھیجا اور خبردار کیا کہ شیطان تا قیامت حضرت آدمؑ اور اولادِ آدم کا دائمی اور کھلا دشمن ہے' اس کے بہکاوے میں نہ آئیں اور اللہ کی ہدایات کی رسّی مضبوطی سے تھام کر آخرت میں جنت کے حق دار بن جائیں۔ حالانکہ شیطان کے فریب و بہکاوے میں آ کر گناہ حضرت آدم اور حوا دونوں نے کیا تھا۔ دونوں نے توبہ کی اور اللہ نے دونوں کی توبہ بھی قبول کی اور مغفرت بھی کر دی اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت دونوں کو دنیا میں بھیجا۔ لیکن مسیحی اور یہودی آج بھی حضرت حوا پر لعنت بھیجتے ہیں کہ ان کی غلطی و گناہ کی بنا پر حضرت آدمؑ جنت سے نکالے گئے۔ یہ ایک جھوٹ ہے' بہتان ہے۔ اس طرح وہ حضرت حوا کو ایک عورت ہونے کے ناطے ذلیل کرتے ہیں۔ مسیحیت

کے قدیمی علمبردار عورت کو گناہ کی پتلی' زہریلی ناگن' ایک گندی روح' ایک بے روح شے (a soul-less being)' چڑیل وغیرہ وغیرہ ایسے برے القاب سے تشبیہ دیتے ہیں' عورت ذات سے دُوری کو مقدس سمجھتے ہیں' شادی شدہ زندگی سے کراہت دلاتے ہیں' رہبانیت کو فروغ دیتے ہیں اور عورت پر ہر ظلم جائز قرار دیتے ہیں۔ مثلاً ۱۵۰۰ء میں عیسیٰ علیہ السلام (Christ) کے نام پر ۵ لاکھ مسیحی عورتوں کو زندہ جلایا گیا۔ رومن شہنشاہیت کے دَور میں سزا کے طور پر عورتوں کو درختوں سے لٹکا کر ان کے پیروں تلے آگ لگائی جاتی تھی' اُن کے بدن پر اُبلتا ہوا تیل ڈلالا جاتا تھا' اُن کو تیز رفتار گھوڑوں کے پیروں سے باندھ کر گھسیٹا جاتا تھا۔ عورت ذات پر بربریت کی انتہا تھی۔

یہودیت میں عورت کی حالت ایک لونڈی سے بھی بدتر تھی۔ وہ مرد کے پیروں کی جوتی سمجھی جاتی تھی اور لعنت و ملامت کی شکار بھی۔ ہندو دھرم میں وہ مرد کی داسی' ایک بُری چیز (an evil thing)' ایک بے وفا ہستی اور ایک انتہائی خطرناک ناقابلِ اعتبار شے سمجھی جاتی تھی۔ بیوہ کو شوہر کی چتا میں ستی ہونا پڑتا تھا۔ اگر کوئی بیوہ ستی سے بچ جاتی تو اُس کی حیثیت جانوروں سے بدتر ہوتی۔ بیوہ کو ایک اچھوت کی سی زندگی بسر کرنی پڑتی تھی۔ اس کے سر کے بال منڈوا دیے جاتے' اسے ہر تقریب سے دور رکھا جاتا اور اس کو منحوس سمجھا جاتا تھا۔

ان تمام مذاہب کے برعکس چودہ سو سال پہلے اسلام نے عورت کو عظمت و تقدیس کے اعلیٰ درجوں پر فائز کر دیا۔ عورت کو ذہنی و روحانی اور عقلی بنیادوں پر مرد کے برابر قرار دیا اور انسانی حقوق میں مساوات قائم کی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا﴾ (الاحزاب)

''یقیناً مسلم مرد اور مسلم عورتیں' مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں' فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں' راست باز مرد اور راست باز عورتیں' صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں' (اللہ کے حضور) عاجزی اختیار کرنے والے مرد اور عاجزی اختیار

کرنے والی عورتیں' صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں' روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں' اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور (اپنی شرمگاہوں کی) حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور (اللہ کو) کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں' اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے''۔

اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے عورتوں کو بے حساب حقوق دیے اور اُن کے حقوق کی حفاظت بھی کی۔ رسول کریم ﷺ تو عورتوں کے سب سے بڑے نجات دہندہ (emancipator) ہیں۔ آج جو ہر طرف عورتوں کے حقوق' عورتوں کی آزادی اور عورتوں کی تعلیم و معاشی فروغ کے نعرے سنائی دے رہے ہیں یہ دراصل اللہ کے رسول ﷺ کے چودہ سو سال پہلے کے نعروں کی گونج (echo) ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي)) (۱)

''تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں (بیوی بچوں) کے ساتھ حسن سلوک کے معاملے میں سب سے بہتر ہے' اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک کے معاملے میں تم سب سے بہتر ہوں''۔

عورت مرد کی نصف بہتر (better half) ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے لباس (raiment) ہیں۔ ماں کے پیروں تلے جنت ہے۔ بچی اور بہن جنت کے دروازے ہیں اور ماں کا درجہ باپ سے تین گنا زیادہ ہے۔ شادی شدہ عورت کو محصنہ (حصار بند) قرار دیا گیا ہے اور روحانی اور ذہنی اعتبار سے (spiritually & intellectually) عورت اور مرد برابر ہیں۔ جہاں تک مساوات کا تعلق ہے' اسلام نے عورت اور مرد کو برابر کے حقوق (rights) دیے ہیں' لیکن ان کے فرائض الگ الگ رکھے ہیں۔ مرد کی مضبوط جسمانی ساخت کی بنا پر فیملی کے اخراجات کی ذمہ داری' روزی روٹی کی ذمہ داری اور فیملی کی حفاظت کی ذمہ داری مرد کے سپرد کی گئی ہے اور عورت پر گھر کی چار دیواری کے اندر بچوں کی اخلاقی تعلیم و تربیت اور نگہداشت' گھر کی صفائی اور سجاوٹ اور شوہر کی خدمت اور اطاعت فرض کی گئی ہے۔ عورت کو گھر کی ملکہ کے لقب سے نوازا گیا ہے۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے مشورے سے گھر کے نظام کو پرسکون طریقے سے چلانا چاہیے۔ لیکن جس طرح ایک ملک کے دو حاکم نہیں

(۱) سنن الترمذی' کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ' باب فضل ازواج النبی ﷺ۔

ہو سکتے' ایک اسکول کے دو ہیڈ ماسٹر نہیں ہو سکتے' ایک ریاست کے دو چیف منسٹر نہیں ہو سکتے' اسی طرح گھریلو نظام کے دو سربراہ (Heads) نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس لیے اسلام نے مرد کی جسمانی ساخت' فیملی کے اخراجات کی ذمہ داری اور اس کی مختلف نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے گھر کے اختلافی مسائل میں آخری فیصلے کا حق مرد کو دیا ہے' یعنی عورت کے مقابلے میں مرد کو ایک درجہ زیادہ دیا گیا ہے۔ اس میں عورت کی ہتک مطلقاً نہیں ہے جس کو بنیاد بنا کر غیر مسلم اور ترقی پسند (progressive) مسلمان مسلم عورتوں کو بہکا رہے ہیں۔ ایک باشعور دیندار بیوی فیصلے کا شرف اپنے شوہر کو دے کر اللہ کی رضا کے ساتھ ساتھ روحانی سکون وسرور محسوس کرے گی۔ بیوی کو چاہیے کہ مشورہ دے کر پوری خوش دلی اور خلوص کے ساتھ فیصلے کا حق اپنے شوہر کو دے دے' ورنہ جہاں دو حاکم ہوتے ہیں وہاں اختلاف' رنجشیں' تلخیاں اور مسائل بڑھتے جاتے ہیں اور زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ اسلام نے مرد کو تنبیہہ بھی کی ہے کہ مرد اپنے اس حق کا غلط استعمال کر کے بیوی کو دکھ نہ پہنچائے۔ بیوی تو مرد کی رفیق (helpmate) ہے' اس کی ماتحت (subordinate) نہیں۔

اسلام نے عورتوں پر حقوق کی بارش کر دی ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ دینی و دُنیوی تعلیم حاصل کرنے کا حق' والدین وشوہر اور اولاد کی وراثت میں حق' شوہر کو منتخب کرنے کا حق' مہر کا حق اور ظالم شوہر سے نجات پانے کے لیے خلع کا حق' شرعی حدود میں رہ کر کمانے' دینی وقومی خدمت کرنے کا حق' اپنے حصے کی دولت و جائیداد کو اپنی مرضی سے استعمال کرنے کا حق وغیرہ وغیرہ۔

قرآن کا ارشاد ہے کہ مرد وعورت ایک دوسرے کے لباس (raiment) ہیں۔ جس طرح لباس بدن کو ڈھانپتا ہے' عیوب کو چھپاتا ہے اور شخصیت کو نکھارتا ہے اسی طرح مؤمن مرد اور مؤمن عورت ایک دوسرے کی کمزوریوں اور عیوب پر پردہ ڈالتے ہیں' ایک دوسرے کے لیے سکون کا باعث بنتے ہیں اور ازدواجی زندگی کو خوشنما' مثالی اور دوسروں کے لیے قابلِ تقلید بناتے ہیں۔

اسلام نے عورت پر پردہ فرض کیا ہے' یعنی جب بھی عورت گھر سے باہر نکلے تو اپنی زینت کو چھپائے اور سوائے اپنے چہرے اور ہاتھوں کے اپنے پورے جسم کو چادر یا حجاب سے چھپائے رکھے۔ حجاب دراصل شریعت محمدی ﷺ کی طرف سے ایک نایاب تحفہ اور تحفظ کی بہترین نشانی ہے' جس کو مغرب (West) نے مسلمان عورتوں کے لیے ایک ظلم وزیادتی قرار

دیا ہے۔ بے پردگی اور خود ساختہ آزادی نے مغربی عورت کو مرد کے ہاتھوں کھلونا بنا دیا ہے' اُس کی عصمت و آبرو کو تار تار کر دیا ہے۔ مرد نے عورت کو گلی کے نکڑ پر کھڑا کر دیا تاکہ ہر آنے والا اس کو استعمال کر کے پھینک دے۔ دراصل مغرب نے عورت کو گھر کے باہر رکھی جانے والی جوتی بنایا ہے اور اسلام نے عورت کو گھر کے اندر محفوظ رکھی جانے والی تجوری بنایا ہے۔ اسلام نے ماں کو بچوں کی پہلی معلّمہ اور اس کی گود کو پہلی درس گاہ قرار دیا۔ ماں کی شفقت بھری گود کو بچے کا پرسکون گہوارہ بنا دیا' ماں کے دودھ کو دنیا کا بہترین مشروب قرار دیا اور ماں کے لمس (touch) اور لوریوں (lullabies) کو بچے کے لیے روحانی نشہ۔

اسلامی نظامِ وراثت مسلمان عورت کے لیے نعمتِ عظمیٰ ہے۔ والدین و شوہر کی وراثت میں حصوں کے علاوہ بیٹوں' بھائیوں اور چچاؤں کی وراثت میں بھی عورت کا حصہ رکھا گیا۔ شرعی حدود میں رہ کر بزنس کرنے کا حق' زر' زیور اور جائیداد رکھنے کا حق' اپنی مرضی سے اپنی دولت کو خرچ کرنے کا حق اور دینی و قومی کاموں میں اپنی دولت کو صرف کرنے کا حق بھی دیا۔ شریعت محمدیؐ نے عورت کو اتنی حد تک مالی طور پر مستحکم بنا دیا کہ اگر بیوی امیر ہے اور شوہر معمولی حیثیت کا ہے تب بھی شوہر کا فرض ہے کہ بیوی کی کفالت کرے اور بیوی کی آمدنی یا جائیداد یا زیورات بیوی کی مرضی کے بغیر تصرف میں نہ لائے' ورنہ وہ اللہ کی نظروں میں ظالم اور گناہ گار ٹھہرایا جائے گا۔ بیٹی اور بہن کو پورے خلوص و شفقت کے ساتھ پال پوس کر تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنا اور بالغ ہونے کے بعد اپنی حیثیت کے مطابق شادی کر کے اس کا گھر بسانا مسلمان مرد پر فرض ہے اور اس کی جزا جنت کا دروازہ ہے۔

سنت کی روشنی میں حصولِ تعلیم ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ مسلمان عورت قرآن' حدیث و فقہ کے علاوہ اعلیٰ دُنیوی تعلیم بھی حاصل کر سکتی ہے۔ وہ ایک مؤمن ڈاکٹر' مؤمن لیکچرر اور مؤمن ٹیچر بن کر قوم و ملت کی خدمت انجام دے سکتی ہے۔ وہ قوم و ملت کے سوشل کاموں میں براہِ راست حصہ لے سکتی ہے۔ عالمہ و فاضلہ بن کر عورتوں میں رشد و ہدایت کا کام کر سکتی ہے۔ ڈاکٹر بن کر زنانہ امراض کا علاج اور ہنگامی حالات میں اپنی قوم کے زخمیوں کی مرہم پٹی بھی کر سکتی ہے۔

اسلام نے مسلمان عورت کو سربراہِ مملکت بننے سے منع فرمایا ہے۔ اس نکتے کو لے کر دشمنانِ اسلام مسلمان عورتوں کو بھڑکاتے ہیں کہ اس میں عورت کی تذلیل ہے' اور شریعت

محمدی ﷺ عورت کو مردوں کے برابر عزت و احترام اور اعلیٰ منصب دینا نہیں چاہتی اور اسلام مساوات (equality) کے خلاف ہے۔

دراصل اس حکم میں گہری مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔ جب عورت سربراہ مملکت بنتی ہے تو اس عہدے کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتی۔ مکمل حجاب نہیں کر سکتی' غیر محرم مردوں کے شانہ بشانہ چلنا پڑتا ہے۔ اکثر مردوں سے مصافحہ کرنا پڑتا ہے۔ میٹنگوں میں شرکت لازمی ہوتی ہے۔ غیر محرموں سے نظریں ملا کر بات کرنا پڑتی ہے۔ اپنے گھر کی ذمہ داریوں سے دور ہفتوں' مہینوں دوروں (tours) پر جانا پڑتا ہے۔ ہر ایک کی نگاہوں کا مرکز بننا پڑتا ہے۔ پبلک پروگراموں میں تصویر کشی کی وجہ سے نیوز پیپروں کی زینت بننا پڑتا ہے۔ ویسے عورت قدرتی طور پر ایامِ حیض (menses) میں ذہنی و جسمانی طور پر چست (alert) نہیں رہ سکتی۔ ان ایام میں وہ قومی و بین الاقوامی سطح پر صحیح فیصلے کرنے سے قاصر رہتی ہے۔ زچگی کے بعد تو دو تین ماہ تک پبلک لائف اور حکومتی کاموں میں حصہ نہیں لے سکتی۔ پچاس سے ساٹھ سال کی عمر کے دوران (menopausal age) میں اکثر ذہنی و جسمانی طور پر بیمار اور چڑچڑی ہو جاتی ہے۔ بار بار اپنے گھر سے دوری کا اثر شوہر اور بچوں پر منفی انداز میں پڑتا ہے۔ گھر کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ شوہر اپنی ازدواجی زندگی سے غیر مطمئن اور بچے بے راہ روی اور مایوسی (depression) کا شکار ہو جاتے ہیں۔ گھر میں مال و دولت کی فراوانی اور نوکروں کی کثرت ذہنی حضوری کے خود سکون غارت ہو جاتا ہے اور کچھ شوہر احساسِ کمتری اور دوستوں اور رشتہ داروں کے طعنوں بھی ہو جاتے ہیں۔ ان وجوہات کی بنا پر مملکت کی سربراہی مسلمان عورت کے لیے شرعاً

شریعت کا مقصد عورت کی تذلیل قطعاً نہیں ہے' بلکہ یہ عہدہ عورت کے لیے (incompati ہے۔

' پرائیویٹ سیکرٹری اور استقبالیہ کلرک (receptionist)' مردوں کی وارڈ ی کنڈیکٹر اور پولیس انسپکٹر کے عہدے بھی مسلمان عورت کے لیے کی عزت و وقار کے منافی ہیں۔ ایئر ہوسٹس کے روپ میں عورت کو ے کو میک اپ سے پرکشش بنانا' اندازِ گفتگو میں لچک پیدا کرنا' مصنوعی مسکراہٹیں بکھیرتے رہنا' شراب و سگریٹ سے خاطر دینا اور مخلوط پارٹیوں میں ہر ایک کی نگاہوں کا مرکز بننا

ضروری ہوتا ہے جو شریعت کے احکامات کے عین خلاف ہے بلکہ گناہ بھری زندگی ہے۔

پرائیویٹ سیکرٹری کو بھی اپنے بدن اور چہرے کو ہر لحہ جاذبِ نظر بنانا' اپنے باس (boss) اور ملاقاتیوں (visitors) کو مسحور کرنے کی ادائیں پیدا کرنا' مخلوط پارٹیوں میں شریک ہونا اور کبھی کبھار اپنے باس کے اشارے پر بزنس مین (businessman) کو بھی دادِ عیش دینا پڑتا ہے۔ پرائیویٹ سیکرٹری اور باس کو اکثر خلوت (complete privacy) حاصل ہوتی ہے' اس بنا پر اکثر سیکرٹری خواتین اپنے باس سے جنسی طور پر آسانی سے ملوث (involve) ہو جاتی ہیں' ناجائز حمل کی شکل میں اکثر خودکشی بھی کر لیتی ہیں یا وضع حمل کرواتی رہتی ہیں۔ شریف طبع سیکرٹری خواتین بلیک میلنگ اور ذہنی تناؤ کا شکار ہو جاتی ہیں اور کبھی کبھی انہیں نوکری سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

ہسپتالوں میں مردوں کے وارڈوں میں نرسوں کی ڈیوٹی بے حد ضرر رساں ہے۔ آج کل زنا بالجبر (rape) کے واقعات بھی سننے میں آ رہے ہیں۔ ناف سے گھٹنوں کے درمیان کی صفائی اور ڈریسنگ' انیما (enema)' کیتھیٹر ائزیشن (catheterisation) جیسے کام خواتین نرسوں کو دینا گناہ ہے۔ یہ کام مرد نرسوں کے حوالے کرنے چاہئیں' لیکن ہسپتالوں میں عموماً یہ کام خواتین نرسیں کرتی ہیں۔ ظاہر ہے مریضوں کے ساتھ ساتھ نرسوں کے جنسی جذبات بھی بھڑک جاتے ہیں اور نتیجتاً نرسوں میں جنسی بے راہ روی کی شرح دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔

ایک لیڈی پولیس انسپکٹر کی نوکری تو عورت ذات کے لیے بے انتہا خطرناک ہے۔ یہ بآسانی غنڈوں اور بدمعاشوں کا شکار ہو سکتی ہے۔ عورت بہرحال نازک اندام ہے۔ اُس کو اپنے دفاع کے لیے مرد کی ضرورت لازمی ہے۔ وہ پولیس کی ٹائٹ وردی پہن کر اپنے جسم کے نشیب و فراز کی خطرناک نمائش کرتی ہے۔ ایک شریف النفس مرد بھی اس کو دیکھ کر جنسی طور پر بھڑک سکتا ہے۔ غنڈے اور بدمعاش تو چٹکیوں میں اس کو زیر کر سکتے ہیں۔

بہرحال اسلام میں عورت کے مقام کے موضوع پر جلدوں کی جلدیں (volumes of books) لکھی جا سکتی ہیں۔ میں نے تو اس موضوع پر ہلکی سی روشنی ڈالی ہے۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ عورت کا مقام اسلام میں اعلیٰ و ارفع ہے۔ عورت ماں کی حیثیت میں باپ سے تین گنا زیادہ' بہن اور بیٹی کی حیثیت میں بھائی اور بیٹے سے زیادہ ہے۔ عورت

خاندان کا مرکز (nucleus) قرار دی گئی ہے۔

یہ اور بات ہے کہ آج کی مسلمان عورتیں مغرب کی اندھی تقلید میں اپنی گراں قدر ہستی کو مٹا رہی ہیں۔ مغربی تہذیب کی گندی نالی میں غوطے لگا کر اپنے وقار' وقعت اور عظمت کی دھجیاں اڑا رہی ہیں۔ نہ دنیا کی رہیں اور نہ آخرت کی۔ اب بھی وقت ہے' جاگئے! حضرت مریم' حضرت آسیہ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہن کے نقوش کو اپنایئے۔ ﴿اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ ''اللہ تعالیٰ بے شک توبہ قبول کرنے والا ہے''۔ توبہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کو بے حد محبوب ہیں۔ خود کی اصلاح اور نئی پود کی اصلاح و تربیت کا بیڑا اٹھایئے۔ وہ چالیس سالہ سنہری دَور (golden era) ضرور آئے گا جس کا ربّ نے وعدہ کیا ہے۔ اِن شاءاللہ ضرور آئے گا! oo

(تشکر: ذکریٰ جدید' نئی دہلی)

بقیہ: فہم قرآن میں شانِ نزول کی اہمیت

(۱۰) ایضاً' ص۱۸۴۔
(۱۱) ایضاً' ص۱۸۳۔
(۱۲) ایضاً' ص۱۸۷۔
(۱۳) ولی اللہ' شاہ' الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (لاہور: شیخ محمد بشیر اینڈ سنز' س ن)' ص۸۹۔
(۱۴) زرکشی' بدر الدین' البرہان فی علوم القرآن' بحوالہ صبحی صالح' علوم القرآن' ص۲۰۲۔
(۱۵) صبحی صالح' علوم القرآن' ص۲۰۲۔
(۱۶) صحیح البخاری' کتاب الشهادات' باب لا یسئل اهل الشرك عن الشهادة وغیرها۔
(۱۷) ولی اللہ' الفوز الکبیر' ص۹۲۔
(۱۸) صبحی صالح' علوم القرآن' ص۱۸۷۔
(۱۹) ولی اللہ' الفوز الکبیر' ص۹۳۔
(۲۰) ڈھلوں' ڈاکٹر عرفان خالد' علم اصول فقہ: ایک تعارف' ج۱' ص۱۸۰۔